سوال

مال تجارت میں زکوٰۃ۔

جواب

السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرح متین اس مسئلہ میں کہ مال تجارت میں زکوٰۃ فرض ہے، یا نہیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة الله وبرکاته

الحمد لله، والصلاة والسلام علیٰ رسول الله، أما بعد!

مال تجارت میں زکوٰۃ فرض ہے، بدلیل اس آیت کے:

{ اَنۡفِقُوۡا مِنۡ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبۡتُمۡ وَمِمَّاۤ اَخۡرَجۡنَا لَـكُمۡ مِّنَ الۡاَرۡضِ... الآیة}

واضح ہو کہ کسب میں دستکاری اور بیع و شریٰ داخل ہے، بدلیل روایت احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے رافع بن خدیج سے:

((قَالَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ الْكَسْبِ أَطْيَبُ قَالَ عَمَلُ الرَّجُلِ بِيَدِهِ وَكُلُّ بَيْعٍ مَبْرُورٍ)) (رواہ احمد کذا فی المشکوٰۃ)

بنا بریں اس کے امام بخاری نے ایک باب منعقد کیا ہے، زکوٰۃ کسب اور تجارت میں یعنی ان دونوں صورتوں میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے، یعنی جو مال کسب و دستکاری اور بیع و شریٰ سے بقدر نصاب کے حاصل ہو، اس میں زکوٰۃ واجب ہوگی، اس لیے کہ رسول خدا ﷺ نے کسب مطلق میں کسب تجارت کو شامل کیا، اور یہ آیت {اَنۡفِقُوۡا مِنۡ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبۡتُمۡ} سے فرضیت زکوٰۃ اظہر من الشمس ہے، اجماعاً تو مکسوبہ تجارت میں بھی زکوٰۃ بلاشبہ واجب ہوگی، اسی واسطے اس پر بھی اجماع منعقد ہوا، منکر اور مخالف اس کا مذاق قرآن مجید اور محاورۂ لسان عرب سے محفوظ ماہر نہ ہوا، ((اَللّٰھُمَّ اَغۡفِرۡلَہٗ وارحمہ))

باب صدقة الکسب والتجارة:

لقول الله تعالیٰ:

{يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنۡفِقُوۡا مِنۡ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبۡتُمۡ وَمِمَّاۤ اَخۡرَجۡنَا لَـكُمۡ مِّنَ الۡاَرۡضِ وَلَا تَيَمَّمُوا الۡخَبِيۡثَ مِنۡهُ تُنۡفِقُوۡنَ وَلَسۡتُمۡ بِاٰخِذِيۡهِ اِلَّاۤ اَنۡ تُغۡمِضُوۡا فِيۡهِ وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ غَنِىٌّ حَمِيۡدٌ انتہی} (البقرۃ: ۲۶۷)

((ظاہر الآیة یدل علیٰ وجوب الزکوٰۃ فی کل یکتسبه الانسان وفید خل فیه زکوٰۃ التجارۃ وزکوٰۃ الذہب والفضة وزکوٰۃ النعم لان ذالک مما یوصف بانه مکتب کذا فی التفسیر لکبیر وہذہ الآیة سند الاجماع وحجة للجمهور علی داؤد حیث قال لایجب الزکوٰۃ الافی الانعام وعند الجمهور یجب فی العروض والعقار ایضاً اذا کان للتجارۃ وانما شرطوا نیة التجارۃ لان النمو شرط لوجوب الزکوٰۃ بالاجماع ولا نمو فی العرض الابنیة التجارۃ وعن ابن عمر لیس فی العروض زکوٰۃ الا ما کان للتجارۃ رواہ الدار قطنی... ومما یدل علیٰ وجوب الزکوٰۃ فی العروض ماروی عن حماسٍ قال مررت علی عمر بن خطاب ولعی عنقی اومتة احملها فقال الاتوذی زکوٰہت ک یا حماس فقال مالی غیر ہذا واُہبته فی القرظ قال تلک مال ضعها فقضعتها بین یدیه فحسبها قدوجبت الزکوٰۃ فیها فاخذ منها الزکوٰۃ رواہ الشافعی واحمد

وابن ابی شیبۃ وعبدالرزاق وسعید بن منصور والدارقطنی ص ج، انتہی ما فی التفسیر المظہری للقاضی ثناء اللہ الپانی پتی))

اورشاہ ولی اللہ محدث دہلوی والد ماجد شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ازالۃ الخلفاء میں فرماتے ہیں:

((الشافعی عن ابن عمرو ابن حماس ان اباہ قال مررت بعمر بن الخطاب وعلی عنقی اومۃ احملہا فقال عمر الا تؤدی زکوٰتک یا حماس فقلت یا امیر المؤمنین مالی غیر ہذا الذی علی ظہری واہبۃ فی القرظ قال ذلک مال فضع فوضعتہا بین یدیہ فحسبہا فوجدہا قد وجبت فیہا الزکوٰۃ فاخذ منہا الزکوٰۃ انتہی ما فی ازالۃ الخلفاء))

یہ روایت حضرت عمر کی اگرچہ لفظاً موقوف ہے، مگر باعتبار حکم کے مرفوع ہے کیونکہ جس امر میں رائے کو دخل نہیں اس وک صحابی اپنی طرف سے نہیں کہہ سکتا، جب تک حضرت رسول مقبول ﷺ سے نہ سنا ہو، جیسا کہ اہل حدیث اور فقہ پر مخفی نہیں، اوراس آیت کریمہ {وَالَّذِينَ فِيْ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَعْلُوْمٌ ه لِلسَّائِلِ وَالْمَحْرُوْمِ} سے بھی مال تجارت میں فرضیت زکوٰۃ ثابت ہوتی ہے، کیونکہ فی اموالہم میں تجارت بلاریب شامل ہے، بدلیل اس آیت کے {لَا تَاْكُلُوْا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً ای اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ الاموال اموال تجارۃ صاورۃ عن تراضٍ منکم} چنانچہ تفسیروں میں مذکور ہے، لہٰذ تفسیر عزیزی میں پہلی آیت کا اس طرح ترجمہ کیا گیا ہے، {وَالَّذِيْنَ فِيْ اَمْوَالِهِمْ} یعنی وکسانیکہ در جمیع انواع مالہائے ایشان از نقد ومحصول زراعت ومال تجارت وبردہ حق معلوم یعنی حقے است مقرر کردہ شدہ ومعین نمودہ کہ آن زکوٰۃ است وصدقۃ فطرا انتہیٰ مختصراً

اورماہرین شریعت پر واضح ہے کہ صلوٰۃ حق بدن ہے اور زکوٰہ حق مال ہے، اورمال تجارت جنس اموال میں بلاریب شامل ہے، اسی واسطے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مانعین زکوٰۃ سے جہاد کیا جیسا کہ صحاح ستہ سے معلوم ہوتا ہے، اوراکتساب تین وجہ سے حاصل ہوتا ہے، یا مواشی سائمہ (١) یا زراعت یا تجارت سے لہٰذا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی حجۃ اللہ بالغہ میں فرماتے ہیں:

(١) وہ جانور جو باہر جنگل میں چرتے ہیں۔ ١٢

((الاموال النامۃ ثلثۃ اصناف الماشیۃ المتناسلۃ السائمۃ والزوع والتجارۃ ولما کان دوران تجارۃ من البلدہ ان النائیۃ وحصاد الزوع وجنی الثمرات فی کل سنۃ وہی مدۃ صالحۃ لمثل ہذہٖ التقدیرات انتہیٰ کلامہ))

اورسابق معلوم ہوچکا کہ بیع کسب میں داخل ہے بدلیل روایت امام احمد کے رافع بن خدیج سے اور بیع عبارت ہے دوران مال تجارت سے تو نصف قرآن سے زکوٰۃ مال تجارت میں بھی فرض ہوئی، کیونکہ صیغہ {انفقوا} کا آیت {انفقو من طیبات ما کسبتم} میں واسطے وجوب فرضی کے ہے علی الاطلاق تو فرضیت زکوٰۃ مال تجارت میں قرآن مجید میں ثابت ہوئی حدیث ابوداؤد کی جو بدربارۂ زکوٰۃ مال تجارت کے وادہے، اوروہ حدیث یہ ہے:

((عن سمرۃ بن جندب قال کان رسول اللہ ﷺ یامرنا ان نخرج الصدقۃ من الذی نعدہ للبیع)) (رواہ ابوداود، وانسادہ لین کذا فی بلوغ المرام)

سو یہ حدیث دلیل مستقل فرضیت زکوٰۃ مال تجارت پر نہیں ہے، بلکہ وہ دلالت کرتی ہے، نص آیت {انفقو من طیبات ما کسبتم} اورسند اجماع پر اور یہ حدیث سند اجماع کےلیے کافی ہے، اگرچہ سند اس کی لین وضعیف ہے، اورفی نفسہٖ قوی نہیں کہ موجب اسکات ہو، البتہ اجاع سے اس میں قوت آگئی ہے، چنانچہ تفصیل اور تشریح اس کی بحث اجماع میں مذکور ہے، ((کما لا یخفیٰ علی الماہر باقوال العلماء من المتقدمین والمتاخرین واللہ اعلم بالصواب فاعتبروا یا اولی الالباب))

[فتاویٰ علمائے حدیث](#)

جلد 7 ص 64-66

محدث فتویٰ